THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا سلسلہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا

نمبر ۹۳ | مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۲۸ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۳ ذوالحجہ ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ حضور نے سائمن کمیشن اور پنجاب کونسل کے متعلق ایک مضمون رقم فرمایا ہے۔ جو اگلے پرچہ میں انشاء اللہ شائع ہوگا۔

۲۰ مئی صبح کو اساتذہ و طلباء ہائی سکول نے مولوی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے اور خان محمد یوسف خاں صاحب جہلمی کے تبلیغ کیلئے امریکہ جانے پر اور حافظ جمال احمد صاحب کو ماریشس کیلئے بطور مبلغ مقرر ہونے پر دعوت چائے دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں مبلغین نے بھی تقریریں کیں اور اخیر میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی۔ اس کے بعد جامعہ احمدیہ کے افتتاح میں مٹھائی اور ولایتی پانی کی دعوت ہوئی۔ طلباء جامعہ نے جامعہ کی تقریب اور مبلغین کے الوداع پر ایڈریس پڑھا۔ مبلغین نے جواب دیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی۔

۲۱ کی صبح کو طلباء مدرسہ احمدیہ نے مبلغین کو دعوت چائے دی۔ ایڈریس پیش کیا۔ اور پھر مولوی مطیع الرحمٰن صاحب کو الوداع کہنے کیلئے

۱۷ جون کے لیکچراروں کی تعداد

بکوشید اے جواناں تا بدیں ہمت شود پیدا

احباب کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ابتداً میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ ہمیں سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیکچر دینے کے لئے ایک ہزار لیکچراروں کی ضرورت ہے۔ اس اعلان کی تعمیل میں ۱۸ مئی تک ۹۴۶ نام درج رجسٹر ہو چکے ہیں۔ لیکن جیسا کہ نقشہ مندرجہ ذیل سے معلوم ہوگا۔ سوائے پنجاب کے باقی تمام علاقوں کے لیکچراروں کی تعداد بہت قلیل ہے۔ یعنی علاقہ پنجاب کے لیکچراروں کی تعداد سے صرف ۴۶ لیکچرار زیادہ ہیں۔ یہ تعداد بیرون پنجاب کے لیکچراروں کی کوئی خوش کن اور اطمینان بخش تعداد نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ بعض اصحاب کسی وجہ سے لیکچر نہ دے سکیں اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ کل دو ہزار لیکچراروں کا مطالبہ کرتا ہوں جس میں سے کل ۹۴۶ موجود ہیں باقی ۱۰۵۴ لیکچراروں کا پورا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ اور یہ تعداد زیادہ سے زیادہ جون کے پہلے ہفتہ کے اندر اندر پوری ہو جانی چاہیئے۔ تاکہ تمام لیکچراروں کو نوٹ بھجوائے جا سکیں۔ جو ان کو لیکچر کی تیاری میں مدد دیں۔ اس تعداد کا پورا ہو جانا اور مقررہ میعاد کے اندر پورا ہو جانا۔ اگر ہمارے احباب ہمت اور جوش سے کام کریں۔ تو کچھ

مشکل امر نہیں ہے۔ صوبہ دہلی سندھ۔ سرحد۔ بنگال۔ یو۔ پی۔ سی۔ پی۔ بہار اڑیسہ۔ دکن۔ بمبئی۔ بلوچستان۔ مدراس۔ برما۔ مالابار وغیرہ علاقوں کے احمدی احباب فوراً توجہ کریں۔ کیونکہ ان علاقوں کی تعداد ہنوز بہت تھوڑی ہے ۔

لیکچراروں کے نام بھیجتے وقت مندرجہ ذیل امور کو خاص طور پر ملحوظ رکھا جائے۔ اور لیکچراروں کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیا جائے ۔

(۱) ہر ایک دوست جو تقریر کے لئے نام پیش کرے حتی الوسع اُس کی اپنی تحریر شدہ درخواست روانہ کی جائے۔ (۲) نام اور پتہ مکمل اور خوشخط ہو تاکہ خط و کتابت میں آسانی ہو۔ (۳) صوبہ یا علاقہ کا نام ضرور لکھا جائے۔ (۴) کس مضمون پر نام دہندہ تقریر کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ اس مضمون کے مطبوعہ نوٹ بھیجے جائیں۔ (۵) درخواست کنندہ لکھے کہ کس مقام پر جاکر لیکچر دیگا۔ (۶) مقررہ جگہ پر لیکچر دینے کے لئے ابھی سے وہاں جاکے لوگوں سے مل کر جلسہ کا انتظام کرے۔ (۷) کسی ایسے صاحب کا نام نہ بھیجا جائے جس نے پہلے نام دیدیا ہو۔ اور اس بات کا علم نام پیش کنندہ سے ہی اُسی وقت ہو سکتا ہے ۔

فتح محمد سیال سیکرٹری صیغہ ترقی اسلام

نقشہ مقررین جلسہ ۱۷ جون ۱۹۲۸ء

نمبر شمار	نام صوبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	پنجاب	۶۱۵	۴۵۰	۱۵۶	۶	۳
۲	دہلی	۱۲	۹	۳		
۳	سندھ	۱۷	۱۱	۶		
۴	سرحد	۳۶	۲۷	۹		
۵	بنگال	۵۲	۳۰	۲۲		
۶	یو۔ پی	۱۱۸	۵۱	۶۴	۲	۱
۷	سی۔ پی	۹	۷	۲		
۸	بہار اڑیسہ	۴۲	۲۸	۱۴		
۹	دکن	۸	۵	۳		
۱۰	بمبئی	۶	۵	۱		
۱۱	بلوچستان	۵	۳	۱		۱
۱۲	مدراس	۴	۲	۱	۱	
۱۳	برما	۱۳	۱۲	۱		
۱۴	مالابار	۲	۲			
۱۵	ایران	۲	۲			
۱۶	افریقہ	۵	۵			
	میزان	۹۴۶	۶۴۹	۲۸۳	۹	۵

الفضل کا "خاتم النبیین نمبر"

مضامین کی مختصر فہرست

اس وقت تک خاتم النبیین نمبر کے لئے جس قدر مضامین موصول ہو چکے ہیں۔ ان سے چند ایک کی فہرست درج ذیل کی جاتی ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ مضامین کس قدر اعلیٰ اور مفید ہوں گے۔ اور بھی کئی ایک نہایت اعلیٰ پایہ کے مضامین حاصل ہونے کی توقع ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح بارجود سخت عدیم الفرصت ہونے کے مضمون مرحمت فرمادیا ہے۔ چونکہ مضامین نہایت ہی دلکش موصول ہو رہے ہیں۔ اور نہایت اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ اس لئے حجم میں یقیناً کافی اضافہ کرنا پڑیگا۔ اور اس وجہ سے خاص پرچہ کی قیمت ۴؍ ہو گی۔ جو اخراجات کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ جتنے زیادہ سے زیادہ پرچے منگا سکتے ہوں۔ ان کی اطلاع دیں۔ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ اگر خدا تعالےٰ کا فضل اور بزرگان سلسلہ کی نوازش شامل حال رہی۔ تو یہ خاص نمبر اس قدر دلچسپ اور اتنا پسندیدہ ہوگا۔ کہ احباب اس کو نہایت ہی شوق کے ساتھ حاصل کرنا چاہینگے۔ مگر اس وقت اس کا ملنا محال ہوگا۔ کیونکہ اسی قدر پرچے شائع ہونگے جتنی درخواستیں آئینگی۔ بیرونی احباب کو ابھی سے اطلاع دینی چاہیئے۔ کہ وہ کتنے پرچے منگائیں گے۔ جو احباب پہلے اطلاع دے چکے ہیں۔ انہیں بھی چاہیئے کہ پہلی تعداد میں مزید اضافہ کریں۔ تاکہ کسی کو ایسا قیمتی پرچہ نہ ملنے کی شکایت نہ رہے ۔

الفضل کے خریداروں کو یہ پرچہ معمولی پرچہ کے طور پر ہی دیا جائیگا۔ حالانکہ اس پر عام پرچہ کی نسبت کئی گنا زیادہ خرچ ہوگا۔ مگر انہیں اس کے مقابلہ میں کم از کم اتنا تو کرنا چاہیئے کہ اس پرچہ کیلئے ایک ایک دو دو خریدار پیدا کریں یا خود اپنے غیر مسلم اور غیر احمدی دوستوں میں تقسیم کرنے کیلئے منگائیں۔

۱۔ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سونی پت)
۲۔ محسن جہان کا ایک احسان (رقمزدہ جناب مفتی محمد صادق صاحب قادیان سابق مبلغ اسلام انگلینڈ و امریکہ)
۳۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے لئے کامل نمونہ ہیں (از مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے قادیان)
۴۔ ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (از جناب شیخ عبدالرحیم صاحب قادیان سابق سردار جگت سنگھ)
۵۔ ہمارا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (از جناب قاضی محمد یوسف صاحب نتھیا گلی پشاور)
۶۔ خاتم النبیین کی پاکیزہ زندگی (از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سونی پت)
۷۔ ہادیان مذاہب کی نسبت ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے۔ (از جناب لالہ دنی چند صاحب ایڈوکیٹ انبالہ)
۸۔ پاکوں کے سردار کی پاکیزہ زندگی (از مولوی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل لائل پور)
۹۔ بانیٔ اسلام کے چند بے نظیر کارنامے (از مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل قادیان)
۱۰۔ رحمۃ للعالمین کی رحمت کا ثبوت (از جناب حکیم برہم صاحب ایڈیٹر اخبار "مشرق" گورکھپور)
۱۱۔ رحمۃ للعالمین (از محترمہ ایس۔ ایس نسیم اہلیہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب صوبیدار چھاؤنی کیمبل پور)
۱۲۔ فرقہ نسوان پر احسان بیکراں (از محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر گوہر دین صاحب مانڈلے)
۱۳۔ رحمۃ للعالمین کی رحمت میں عورتوں کا حصہ (از محترمہ ب۔ خ۔ ن صاحبہ بنت شیخ مولا بخش صاحب مرحوم لاہور)
۱۴۔ فرقہ نسوان کو بانیٔ اسلام کے عطا کردہ حقوق (از محترمہ مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حافظ روشن علی صاحب قادیان)
۱۵۔ رسول کریم کے احسانات صنف نازک پر (از محترمہ زکیہ خاتون صاحبہ اہلیہ مولوی محمد یوسف صاحب مونگھیر بہار)
۱۶۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عورتوں پر عظیم الشان احسان (از زبیدہ خاتون صاحبہ لاہور)
۱۷۔ صنف نازک سے بانیٔ اسلام کا حسن سلوک (از محترمہ امۃ الحق صاحبہ بنت حافظ روشن علی صاحب)
۱۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عورتوں پر احسانات (از محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب)
۱۹۔ خواتین کا بے مثال شفیق (از محترمہ سکینۃ النساء صاحبہ از قادیان)
۲۰۔ فرقہ نسوان پر خاتم النبیین کے فیوض (از محترمہ عزیزہ رضیہ صاحبہ اہلیہ مرزا گل محمد صاحب قادیان)
۲۱۔ بانیٔ اسلام کا ساری دنیا پر ایک بہت بڑا احسان (از محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ بنت سید غلام حسین صاحب نیو چھاؤنی فیروز پور)
۲۲۔ عورتوں کو جو درجہ رسول کریم نے دیا وہ کسی اور نے نہیں دیا (از محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم محمد یعقوب صاحب قریشی لاہور)
۲۳۔ رسول پاک سے عورتوں کا اخلاص (از محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ ایڈیٹر "الفضل")

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۲۸ء | جلد ۱۵

غلط بیانی کا انتہائی مقام

جناب مولوی محمد علی صاحب کے ایک خطبہ جمعہ پر نظر

مذموم فعل

غلط بیانی خواہ کوئی کرے۔ اور کسی کے متعلق کرے۔ نہایت مذموم فعل کا ارتکاب کرتا ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جو کچھ لوگوں کا اپنے آپ کو لیڈر سمجھتا ہو۔ اور ان کی مذہبی رہنمائی کا بار اپنے کندھوں پر اٹھانے کا مدعی ہو۔ اس کی طرف سے اگر کوئی ایسی بات ظاہر ہو۔ اور پھر ایسے انسان کے متعلق ظاہر ہو۔ جو لاکھوں انسانوں کا امام اور واجب الاطاعت مذہبی لیڈر ہے۔ تو نہایت ہی حیرت اور رنج کا مقام ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا خطبہ جمعہ

اس وقت ہم نہایت ہی افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین حال ہی میں اسی قسم کے فعل کے مرتکب ہوئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک خطبہ جمعہ میں جو ۸ مئی کے "پیغام صلح" میں شائع ہوا ہے۔ کہا

"ایک کتاب کے اندر جو قادیان سے نکلی ہے پیشوائے جماعت قادیان کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کر رہا ہے۔ تو میں اسے کہتا ہوں کہ اگر تم پیچھے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے۔ تو خدا کی تم پر لعنت ہو گی۔ اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔ میں جس قدر ان الفاظ پر غور کرتا ہوں۔ میرا دل کانپ اٹھتا ہے کہ یہ الفاظ کہنے والے اور سننے والوں کے دلوں کی کس حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔"

بالکل غلط کہا

"پیغام صلح" نے مندرجہ بالا سطور کو "پیر پرستی کا انتہائی مقام" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک ان کے لئے سب سے زیادہ موزوں عنوان "غلط بیانی کا انتہائی مقام" ہے۔ کیونکہ یہ جو کچھ کہا۔ غیر مبائعین کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" نے "پیشوائے جماعت قادیان" کے متعلق کہا۔ مسجد میں ممبر پر کھڑے ہو کر کہا۔ پورے زور اور وثوق کے ساتھ کہا۔ اور خاص الفاظ نقل کر کے کہا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ بالکل غلط کہا۔ اور محض غلط بیانی سے کام لیا۔ نہ تو اس قسم کی کوئی کتاب ہماری طرف سے نکلی ہے۔ جس کا ذکر مولوی صاحب نے کیا ہے۔ اور نہ اس کتاب کے اندر پیشوائے جماعت قادیان کے وہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ جنہیں مولوی صاحب نے پیش کیا ہے معلوم نہیں۔ مولوی صاحب نے اس قسم کی کتاب کہاں دیکھی۔ اور پھر اس میں وہ الفاظ انہیں کس طرح نظر آئے۔ جو انہوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ ہم دعوٰے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ نہ ہم نے کوئی ایسی کتاب شائع کی۔ اور نہ کبھی ہمارے پیشوا نے وہ الفاظ فرمائے۔ جو مولوی صاحب نے ان کی طرف منسوب کئے ہیں۔

مقام حیرت و تعجب

کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب مسجد میں کھڑے ہو کر اپنے خطبہ میں ایک ایسی کتاب کا حوالہ دیتے ہیں۔ جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ پھر بڑی جرأت اور دلیری سے اس کے کچھ الفاظ نقل کرتے ہیں۔ اور ان الفاظ کو نہ صرف سرسری طور پر پڑھنے کا اعلان کرتے ہیں۔ بلکہ ان پر پورا پورا غور کرنے اور اس غور کا نتیجہ مرتب ہونے کا اعلان حسب ذیل الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"میں جس قدر ان الفاظ پر غور کرتا ہوں۔ میرا دل کانپ اٹھتا ہے۔ کہ یہ الفاظ کہنے والے اور سننے والوں کے دلوں کی کس حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔"

پھر اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ بڑے طمطراق سے اپنی عقل رسا اور دور اندیشی کا سکہ جمانے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"میری ۱۹۱۴ء کی تحریرات کو دیکھو گے۔ تو معلوم ہو جائیگا کہ مجھے اسی وقت یہ خدشہ تھا کہ اس جماعت میں پیر پرستی پیدا ہو جائیگی گو اس وقت ہمارے سامنے دو ہی بڑے مسئلے تھے۔ مسئلہ کفر و اسلام اور مسئلہ نبوت۔ لیکن میں نے اسی وقت کہا تھا۔ کہ مجھے ڈر ہے کہ اس قوم میں پیر پرستی پیدا ہو جائے گی۔ جو آہستہ آہستہ ہو گئی۔ یہ پیر پرستی کا انتہائی مقام ہے۔ کہ ایک شخص پیر ہو کر یہ کہے۔ کہ اگر تم پیچھے اعتراض بھی تلاش کر کے مجھ پر کرو گے۔ تو تم پر لعنت ہو گی۔ اور تم برباد ہو جاؤ گے۔"

بناء فاسد علی الفاسد

ان ریمارکس سے ظاہر ہے۔ کس قدر تکرار اور تعلی سے ان الفاظ پر زور دیا گیا ہے۔ کیسے کیسے نتائج ان سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اور اپنی پیش بینی بلکہ پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے کے لئے کیا کیا رنگ اختیار کئے گئے ہیں۔ لیکن جب حقیقت پر نظر کی جاتی ہے۔ تو بناء فاسد علی الفاسد کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ نہ کوئی ایسی کتاب شائع ہوئی ہے۔ نہ اس میں ایسی خواب بیان ہوئی۔ اور نہ اس میں وہ الفاظ نقل کئے گئے۔

ہمارا مطالبہ

کیا ہم جناب مولوی محمد علی صاحب سے بادب یہ مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کہ جناب والا نے ایسی کتاب کہاں سے حاصل کی۔ اور اس کے جن الفاظ کا آپ نے حوالہ دیا۔ وہ اس کے کس صفحہ پر درج ہیں۔ اگر کوئی ایسی کتاب ہی نہیں۔ اور در واقعہ میں نہیں ہے۔ تو مولوی صاحب اپنی پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے مسجد کی تقدیس کا خیال کرتے ہوئے اور ممبر کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے خود ہی فرمائیں۔ انہوں نے یہ جو کچھ فرمایا۔ وہ کس نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہے۔

غضب خدا کا ایک مذہبی لیڈری کا مدعی ایک مذہبی پیشوا پر برسر ممبر الزام لگاتا ہے۔ اپنے الزام کی بنیاد ایک تحریر پر رکھتا ہے اس تحریر پر غور و فکر کرنے کا اور اپنے دل کے کانپ اٹھنے کا دعوٰے کرتا ہے۔ اور اس پر اپنی ۱۹۱۴ء کی تحریروں کے سچے ہونے کی بنیاد رکھتا ہے۔ لیکن نہ کوئی ایسی تحریر شائع ہوئی ہے۔ اور نہ اس کا کوئی وجود ہے۔

مولوی صاحب کی تعلی اور ہماری پیش بینی

مولوی صاحب کی اس تعلی کی کہ "میری ۱۹۱۴ء کی تحریرات کو دیکھو گے۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ مجھے اسی وقت یہ خدشہ تھا کہ اس جماعت میں پیر پرستی پیدا ہو جائے گی" اصلیت تو ان کے اسی طرز عمل سے ظاہر ہو گئی۔ جو انہوں نے اسے ثابت کرنے کے لئے اختیار کیا۔ اور جس کی وضاحت ہم اوپر کر آئے ہیں۔ اب جو کچھ ہم عرض کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی تصدیق مولوی صاحب ہی کریں تو بہتر ہے۔

جس زمانہ کی اپنی تحریروں کا جناب مولوی صاحب نے ذکر کیا ہے اسی زمانہ میں ہماری طرف سے بھی کچھ تحریریں شائع ہوئی تھیں۔ ان کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان کو دیکھو گے۔ تو معلوم ہو جائیگا

کہ ہمیں اسی وقت یہ خدشہ تھا۔ کہ وہ لوگ جو مرکز سے علیحدہ ہو رہے ہیں۔ چھ سال خلافت کو مان کر اب انکار کر رہے ہیں۔ اور اپنے مشتہرہ عقائد پر پانی پھیر رہے ہیں۔ ان کے دل خشیت اللہ سے خالی ہو جائیں گے۔ ان میں دیانت اور امانت کا مادہ نہیں رہیگا۔ وہ افترا پردازی اور الزام تراشی کو اپنا شغل بنا لیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہ افترا پردازی اور غلط بیانی کا انتہائی مقام ہے۔ کہ ان لوگوں کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" مسجد میں کھڑے ہو کر جمعہ کے مبارک دن بالکل بے ثبوت اور بے سروپا الزام "پیشوائے جماعت قادیان" پر لگاتے ہیں۔ اور الزام لگاتے ہوئے اتنا بھی خوف خدا ان کے دل میں نہیں پیدا ہوتا۔ کہ جس بنا پر وہ اپنی عمارت تعمیر کر رہے ہیں۔ پہلے اسے تو دیکھ لیں۔

بلا ثبوت الزام لگانے والے کی راہ

مولوی صاحب اس "پیر پرستی" کو پیش کرتے ہوئے جس کا ان کے پاس کوئی بھی ثبوت نہیں۔ اور جس کے لئے انہیں انتہائی غلط بیانی سے کام لینا پڑا۔ بڑے خیر خواہ بن کر فرماتے ہیں۔

"کفر و اسلام اور نبوت کے مسئلے تو بڑے پیچیدہ ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کہ جو شخص اپنے لئے اس مقام کو چاہتا ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہ کیا جائے۔ وہ کس راہ پر چل رہا ہے؟"

مولانا! اس "شخص" کی راہ تو اس وقت بتا دی جائے گی۔ جب آپ اُس کی تحریر و تقریر سے وہ الفاظ ثابت کریں گے۔ جو آپ نے اس کی طرف منسوب کئے ہیں۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ وہ شخص جو اس بے باکی سے ایک "پیشوائے جماعت" پر بلا ثبوت الزام لگاتا ہے۔ جس سے آپ نے لگایا۔ اس کے متعلق بتایا جائے کہ وہ "کس راہ پر چل رہا ہے؟"

حضرت عمرؓ کی مثال

نہ معلوم جناب مولوی صاحب یہ خطبہ ارشاد فرماتے وقت اپنے آپ کو کس مقام پر سمجھ رہے تھے۔ اور اپنی نسبت کیا کچھ خیال فرما رہے تھے۔ کہ ایک طرف تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی جانشین۔ اور آپ کی جماعت کے پیشوا پر الزام لگانے کے لئے ایک جھوٹی اور بے سند تحریر گھڑ لی۔ اور دوسری طرف اس کے ساتھ ہی اپنی قصیدہ خوانی آپ شروع فرما دی۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ اور کس شان سے فرماتے ہیں۔

"میں تو اس کا قائل ہوں۔ اور اسی کے نقش قدم پر چلنے کے لئے تیار ہوں۔ جس پر مسجد میں یہ اعتراض ہوتا ہے۔ کہ اے عمر تم نے کُرتا کہاں سے بنوایا۔ تمہیں بیت المال سے ایک چادر ملی تھی۔ جو کرتے کے لئے ناکافی تھی۔ جب تک تم اس کے متعلق ہمارا اطمینان نہ کرو گے۔ ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ تو وہ بجائے ناراض ہونے کے یا یہ کہنے کے کہ مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ کہ عبد اللہ اٹھو اور اصل واقعہ بیان کر دو۔ عبد اللہ اٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ ایک چادر اپنے حصہ کی میں نے اپنے باپ کو دی تھی۔ جس سے اس نے کرتا بنوایا۔ یہی روح ہماری جماعت میں ہونی چاہیئے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ میں بہت کمزور ہوں۔ لیکن ہر طرح کا اعتراض سننے کے لئے تیار ہوں۔ اعتراضات کے لئے حوصلہ اور وسعت پیدا کرو۔"

دعوے اور عمل

زیب تقریر کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی مثالیں بیان کرنا کوئی بات نہیں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کے لئے "اپنے آپ کو "تیار" بتانا بھی بالکل آسان امر ہے۔ لیکن جناب مولوی محمد علی صاحب کے سے انسان کا اپنے عمل سے اس کا ثبوت دینا قطعاً ناممکن ہے۔ جناب مولوی صاحب ذرا اپنے اس دعوے کو جو انہوں نے مندرجہ بالا الفاظ میں کیا ہے۔ مدنظر رکھکر اس ٹریکٹ کا مطالعہ فرمائیں۔ جو انہی کے گروہ کے ایک معزز رکن ملک محمد امین صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی نے پچھلے دنوں شائع کیا۔ اور پھر فرمائیں۔ ان کے دعوے اور عمل میں کہاں تک مطابقت ہے۔

کیا مولوی محمد علی صاحب ہر طرح کا اعتراض سننے کیلئے تیار ہیں

ملک صاحب موصوف نے ایک جمعہ کے دن اسی مسجد میں جس میں کھڑے ہو کر جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کا دعوے کیا اور کہا ہے۔ کہ "میں ہر طرح اعتراض سننے کے تیار ہوں" کچھ کہنا چاہا۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے ملک صاحب کو "جبراً خاموش کرنے کی کوشش کی"۔ جس پر انہیں لکھنا پڑا۔

"مجھ کو ایسے بزرگ نے روکنے کی کوشش کی۔ جو شریعت اور آداب مجلس کے خوب واقف ہیں۔ اور جن سے ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مثالیں آئے دن سنتے رہتے ہیں۔"

یہ ہے جناب مولوی صاحب کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مثالیں بیان کرنے کی حقیقت جو ان کے ایک سرگرم ممبر اور انہی جیسی علمی ڈگریاں حاصل کرنے والے شخص نے ظاہر کی ہے۔ پھر کس طرح مان لیا جائے۔ کہ وہ ہر طرح کے اعتراض سننے کے لئے تیار ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کا جو دعوے کرتے ہیں۔ وہ درست ہے۔

الٹی منطق

کیا جناب مولوی صاحب بیان فرمائیں گے۔ کہ جب ان کا دعوے ہے۔ کہ "میں تو اس کا قائل ہوں اور اسی کے نقش قدم پر چلنے کے لئے تیار ہوں۔ جس پر مسجد میں یہ اعتراض ہوتا ہے۔ کہ اے عمر تم نے کرتہ کہاں سے بنوایا" تو کیوں انہوں نے مسجد میں ملک محمد امین صاحب کو تقریر کرنے سے جبراً روک دیا۔ اور کیوں ملک صاحب کو اعتراض نہ کرنے دیا۔ کیا اس لئے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر اعتراض کرنے والے کی طرح کُرتے سے [illegible] اعتراض نہ کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ کچھ اور کہنا چاہتے تھے۔ اور آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر اس احتیاط سے چلنے کے مدعی ہیں۔ کہ سر مو اس میں فرق گوارا نہیں کر سکتے مگر یہ تو بڑی الٹی منطق ہو گی۔ اس لحاظ سے آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہی مسجد ہو۔ جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا گیا تھا۔ تب اعتراض سنا جائے گا۔ مگر آپ کو یہ بھی تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے آپ کو نسبت ہی کیا ہے۔ وہ خلیفہ تھے۔ اور خلافت کو اسلام کے لئے نہایت ضروری سمجھتے تھے۔ مگر آپ نہ خلیفہ ہیں۔ اور نہ خلافت کے قائل ہیں۔ پس اگر آپ اس قسم کی شرائط لگائیں گے۔ تو آپ کے متعلق کچھ کہنے والوں کو بھی یہ کہنے کا حق ہو گا۔ کہ آپ پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پوزیشن اور درجہ تو حاصل کریں۔ اور پھر اس قسم کی شرائط لگائیں۔

غرض اس قسم کی باتیں تو ایک اور الجھن پیدا کر دیں گی [illegible] ان کو نظر انداز کر کے فرمایئے۔ آپ نے ملک محمد امین صاحب کو مسجد میں تقریر کرنے سے جبراً روکنے کی کیوں کوشش فرمائی۔ کیوں ان کی باتوں کو "حوصلہ اور وسعت" سے نہ سنا۔ اور کیوں ان کو بولنے سے جبراً روکنے کی کوشش کی جس پر انہیں جائز طور پر یہ کہنے اور شائع کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

"میرا روکا جانا میرے لئے بڑی مسرت کی بات تھی۔ کیونکہ مجھکو اپنے دلائل کے مضبوط ہونے پر یقین ہو گیا"۔

کیا اس موقعہ پر جناب مولوی صاحب کو حضرت عمرؓ کا وہ واقعہ یاد نہ تھا۔ جو اب انہوں نے خطبہ میں فرمایا۔ اگر یاد تھا تو اس وقت کیوں ان کے نقش قدم پر نہ چلے۔ اور کیوں ملک صاحب کو تقریر کرنے سے روکنے کی جبراً کوشش کی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب نے اپنے لئے اس مقام کو نہ صرف چاہتے ہیں۔ بلکہ جبراً اس کے حصول کی کوشش کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ "ان پر کوئی اعتراض نہ کیا جائے"۔

کیا مولوی محمد علی صاحب نے اطمینان کر دیا

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ انہیں کہا گیا تھا۔

"جب تک تم اس کے متعلق ہمارا اطمینان نہ کرو گے ہم تمہاری بات نہ مانیں گے"۔

مگر فرمایئے آپ نے ملک محمد امین صاحب کا کیا اطمینان کیا۔ اول تو انہیں مسجد میں بولنے سے جبراً روکا۔ پھر جب انھوں نے ٹریکٹ شائع کیا۔ اس وقت آپ نے اس کے جواب میں کیا ارشاد فرمایا۔ کچھ ارشاد فرمانا تو الگ رہا۔ آپ نے اس ٹریکٹ کا نام تک لینا گوارا نہ کیا۔ ان حالات میں کس طرح آپ کے اس دعویٰ کو تسلیم کر لیا جائے۔ کہ "میں ہر طرح اعتراض سننے کے لئے تیار ہوں"۔ کیا وہ ٹریکٹ آپ کے ملاحظہ سے نہیں گذرا۔ اگر نہ گذرا ہو تو ہم بعید ہیں۔ اور اگر گذرا ہے تو آپ نے اس کا کیا جواب دیا۔ اگر کچھ نہیں دیا تو کیا ملک محمد امین صاحب اور دوسرے لوگ آپ کو یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہیں۔ کہ "جب تک تم اس کے متعلق ہمارا اطمینان نہ کرو گے ہم تمہاری بات نہ مانیں گے"۔ اور خود آپ کو ان سے اپنی کوئی بات منوانے کا کیا حق ہے۔ جب تک اس ٹریکٹ میں بیان کردہ امور کے متعلق آپ ان کا اطمینان نہ کر دیں ؛

مولانا! جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ دعویٰ کر لینا نہایت آسان ہے۔ مگر اپنے عمل سے اس کو ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ دعویٰ کرنے میں تو اس حد کو جا پہنچے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا آپ کو اپنے لگے کا کوئی نظر ہی نہ آیا۔ مگر حالت یہ ہے۔ کہ اپنے کسی عزیز کی کوئی معمولی سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے ؛

"پیغام صلح" کی شان

مضمون بہت طویل ہو گیا۔ اس لئے صرف ایک بات بیان کر کے ختم کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ کچھ دن ہوئے جناب مولوی صاحب نے اپنی شان امارت کے تقاضا سے "پیغام صلح" میں ایک "اظہار افسوس" شائع کیا تھا جس میں ایک نہایت گندے اور ناپاک مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق "پیغام صلح" میں درج ہوا لکھا تھا۔

"پیغام صلح کی شان اس سے بلند ہونی چاہیئے۔ کہ اس میں ایسے مضمون نقل کئے جائیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ آئندہ اس قسم کے مضامین کا اس میں اعادہ نہ ہو گا"۔

اس کے متعلق ہماری گذارش صرف یہ ہے۔ کہ کیا "پیغام صلح" کی شان اس سے تو بلند نہیں ہے۔ کہ اس میں ایسے خطبے شائع ہوں جن میں جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لیا گیا ہو۔ ایک جماعت کے پیشوا پر بلاوجہ اور بلاتحقیق الزام لگایا گیا ہو۔ اور پھر ایسی باتیں بیان کی گئی ہوں جو بالکل افترا اور جھوٹ ہوں۔ جب خود امیر جماعت کی یہ حالت ہو۔ تو دوسرے جو کچھ بھی کریں۔ اس کے متعلق کیا تعجب ہو سکتا ہے ؛

تبلیغ اسلام کیلئے ایک نیا میدان

ایک ولائتی اخبار کی وساطت سے یہ خبر ہندوستانی اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ کہ حکومت روس نے اپنے ملک میں تبت منگولیا۔ چین اور جاپان سے بدھ مذہب کے علماء طلب کئے ہیں اور لینن گراڈ میں بودھ یونیورسٹی کے قیام کے لئے ایک اسکیم تیار کرنے کی ان سے درخواست کی گئی ہے۔ جس کے تمام اخراجات سوویٹ حکومت ادا کریگی۔

انقلاب روس کے بعد یہ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا۔ کہ وہاں دہریت پھیل رہی ہے۔ اور لوگ مذہب سے بیزار ہو رہے ہیں۔ مگر مندرجہ بالا خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل روس ہر مذہب سے نہیں۔ بلکہ صرف اپنے آبائی مذہب سے بیزار تھے۔ اور اب ان میں تلاش مذہب کی تحریک پیدا ہو رہی ہے۔

اس موقعہ پر ہم مسلمانوں سے یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ روس کی مذہبی حس میں دوبارہ حرکت پیدا ہونے کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اور جلد از جلد وہاں اسلامی مشن کے قیام کے مسئلہ پر غور کریں ہمارا ایمان ہے۔ کہ اگر اسلامی مبلغین وہاں جا کر کام کرنا شروع کریں۔ تو بہت بڑی کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں۔ جن کی تلاش میں اہل روس سرگرداں پھر رہے ہیں۔ وہ حقیقی مساوات اور آزادی جس کے لئے روسی آج اس قدر مضطرب ہیں۔ اور جو افراط تفریط دونوں سے محفوظ ہے۔ صرف اسلام کی تعلیم میں ہی ان کو مل سکتی ہے۔

پس مسلمانوں کو جلد از جلد اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

سرحد میں ہندوؤں کے حقوق

صوبہ سرحد میں ہندوؤں کی بہت تھوڑی آبادی ہے۔ اور تناسب آبادی کے لحاظ سے وہ بہت ہی کم حقوق کے مستحق ہیں۔ مسلمانوں کی آبادی اس صوبہ میں تقریباً اسی لاکھ اور ہندوؤں کی تقریباً پونے دو لاکھ ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ مسلمان ہندوؤں کے مقابلہ میں چالیس گنا آبادی زیادہ رکھتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ ایک اسلامی جلسہ میں مسلمانوں کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا۔ کہ

"جو تناسب مدراس میں مسلمانوں کو دیا گیا ہے۔ وہی ہم یہاں بھی (ہندوؤں کو) دینے کے لئے تیار ہیں"۔

(ملاپ ۱۷ر مئی)

مدراس میں بے شک ہندو آبادی اکثریت میں ہے مگر وہ اتنی نہیں۔ جو صوبہ سرحد میں مسلمانوں کو حاصل ہے۔ یعنی وہاں پر مسلمانوں کی آبادی ۵۳۱۶۳ اور ہندوؤں کی تعداد تقریباً ۲۲۴۷۷۲ ہے ؛

اب صاف ظاہر ہے کہ سرحدی مسلمانوں کی طرف سے بایں اکثریت ہندوؤں کو وہ مراعات دینا جو مدراس کی نسبتاً قلیل ہندو اکثریت نے مسلمانوں کو دے رکھی ہیں یقیناً ان کی رواداری کی دلیل ہے۔ اور ہندو قوم کو اس کے لئے مسلمانوں کا ممنون ہونا چاہیئے۔ مگر نہیں۔ مہاشہ ملاپ اس پر بھی نعل در آتش ہو رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:۔

"یہ بیان کرتے وقت اگر مقرر صاحب اس بات کا بھی اندازہ لگا لیتے۔ کہ مدراس کے مسلمانوں کے جذبات اور خیالات میں اور نیز سرحد کے مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ ..... تو اس قسم کی ہرزہ سرائی سے باز رہتے۔ ہر جگہ کے لوکل حالات کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے" ؛

(ملاپ ۱۷ر مئی)

مگر سوال یہ ہے کہ اگر ہندوؤں کی حالت سرحد میں کمزور ہے۔ اور مسلمان وہاں پر زبردست ہیں۔ تو کیا مدراس میں ہندوؤں کو یہی زبردستی اور مسلمانوں کو اس سے بھی زیادہ زیر دستی حاصل نہیں۔ وہاں کے ہندوؤں کی چیرہ دستیاں تو خود ان کے بھائی بندوں کے لئے بھی وجہ شکایت ہو رہی ہیں۔ اور لالہ لاجپت رائے نے بھی ان کے مظالم کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ وہاں کے ہندو تو اپنے خیالات میں اس قدر متعصب ہیں۔ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو حد درجہ حقیر اور ذلیل خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے ہم مذہبوں۔ ہم خیالوں اور ہم قوم لوگوں کو بھی پبلک گذرگاہوں پر نہیں چلنے دیتے اور ظاہر ہے۔ کہ جس قوم کے خیالات اپنوں کے متعلق ایسے تنگ ہوں مسلمانوں کے خلاف ان کے غیظ و غضب اور بغض و عناد کی کیا انتہا ہوگی۔

پس اگر کسی قوم کا ذاتی کیریکٹر اور اس کے اخلاق ازدیاد حقوق کا موجب ہو سکتے ہیں۔ تو کیا ملاپ از راہ مہربانی یہ واضح کریگا۔ کہ اس اصول کے پیش نظر مدراس میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کو کیا خاص حقوق عطا کئے گئے ہیں ؛

شدھی کی رفتار

ہندوستان میں شدھی بازوں کی سرگرمیوں کا اندازہ کرنے کیلئے ہم ایک ہندو اخبار کے صرف ایک پرچہ میں شائع شدہ اطلاعات درج ذیل کرتے ہیں:۔

"صوبہ بہار میں ۱۸ استری پرشوں کو شدھ کر کے ہندو دھرم میں ملایا گیا۔ ضلع ڈیرہ کے ایک گاؤں میں ۹۶ اشخاص کو شدھ کیا گیا۔ دمنی ضلع ... ایک اور گاؤں میں ۱۲ آدمی شدھ کئے گئے۔ ... سنگھ کی ہندو سبھا ... مسلمان شدھ کئے۔ جگادھری میں ایک جنم کے مسلمان راجپوت کی شدھی ...

خطبہ جمعہ

اپنی اصلاح کے علاوہ اپنے اہل کی اصلاح کرنا بھی فرض ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۸ مئی ۱۹۲۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے انسان کی ذمہ داریوں کو
جہاں بیان فرمایا ہے۔ وہاں صرف اس پر اس کی جان کی ذمہ داری
نہیں رکھی۔ بلکہ اس سے بڑھکر دوسروں کی ذمہ داری بھی رکھی ہے
بہت سے لوگ دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو اپنی اصلاح
کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنے لئے

خیر کے سامان

پیدا کرتے ہیں۔ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہوتے۔ جو نیکی
بدی کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالےٰ کی رضامندی اور ناراضی
کا خیال نہ کریں۔ بلکہ وہ اپنے نفس کی اصلاح کی طرف توجہ کرتے
ہیں۔ اپنے اندر تقویٰ و طہارت پیدا کرتے ہیں۔ اور جہاں تک
ہو سکتا ہے۔ نیکی کرتے اور لوگوں سے نیک معاملہ کرتے ہیں۔
ان کے اندر تڑپ ہوتی ہے۔ گو ان میں کمزوریاں ہوں۔ اور
کمزوریاں ان کے رستہ میں حائل ہوں۔ مگر وہ کوشش کرتے ہیں
کہ ایسی صورت نکل آئے۔ کہ وہ

خدا تعالےٰ کا قرب

حاصل کر سکیں۔ اور اس کے انعام پا سکیں۔ لیکن باوجود اس
کے یہ اس خواہش اور اس قربانی کے لئے جو وہ خدا کی رضا حاصل
کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ اس تڑپ اس خواہش اور اس قربانی
کو متعدی نہیں بناتے ؛

دوسروں کے دلوں میں

یہ باتیں پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کے اچھے اخلاق
ان کی اپنی ذات تک محدود ہوتے ہیں۔ ان کا دین ان کی اپنی
ذات کے لئے ہوتا ہے۔ ان کی محبت الٰہی ان کی ذات سے
تعلق رکھتی ہے۔ ان کا انکسار ان کی ذات کے لئے ہوتا ہے۔
ان کی ہمدردی عامہ ان کی ذات سے ہی متعلق ہوتی ہے۔ غرض
جس قدر نیکیاں اور جس حد تک نیکیاں ہوتی ہیں۔ وہ ان کے
اپنے ہی اندر ہوتی ہیں۔ دوسروں میں وہ نیکیاں نہیں پیدا کرتے
ان کی مثال اس زمین کی سی ہوتی ہے۔ جس پر جب پانی برستا
ہے۔ تو وہ پانی کو اپنے اندر چوس لیتی ہے۔ اس طرح وہ آپ
تو نفع اٹھا لیتی ہے۔ لیکن دوسروں کے لئے نفع کا موجب نہیں
ہو سکتی۔ مگر قرآن یہ بتاتا ہے۔ کہ

مومن کے فرائض

میں یہی داخل نہیں ہے۔ کہ وہ اپنی اصلاح کرے۔ بلکہ اس کا فرض
یہ ہے۔ قوا انفسکم واھلیکم نارا۔
انسان کا یہی فرض نہیں ہے۔ کہ اپنے آپ کو

دوزخ کی آگ

سے بچائے۔ بلکہ اس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ اپنے اہل کو بھی بچائے
ایک خاوند جو یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اس نے وقت پر نماز ادا کر لی۔
تو اس کا فرض ادا ہو گیا۔ اس کی بیوی نماز پڑھے۔ یا نہ پڑھے
وہ دھوکہ میں ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے یہی حکم نہیں دیا۔ کہ اپنے
آپ کو آگ سے بچاؤ۔ بلکہ یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اپنے اہل کو بھی اس
آگ سے بچاؤ۔ تو

اہل کی ذمہ داری

بھی انسان پر رکھی گئی ہے۔ مگر بہت ہیں جو اس حقیقت سے
غافل ہیں۔ پھر اولاد بھی اہل میں شامل ہے جس طرح انسان
کو اپنے نفس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اس سے بڑھکر اولاد کا خیال
رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ آگے پیدا ہونے والی نسلیں اگر بڑھکر
قدم مارنے والی نہ ہوں۔ تو قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ جس قوم کی
آنے والی نسلیں اس قوم کے برابر یا اس سے کم

قابلیت اور صلاحیت

رکھتی ہوں۔ سمجھ لو اس قوم کی موت آ گئی۔ ہمیشہ قدم ترقی کی
طرف جانا چاہیئے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ آنے والی
نسلوں کو مضبوط کیا جائے۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے ہر مومن کی
یہ ذمہ داری رکھی ہے۔ کہ وہ اپنی اصلاح ہی نہ کرے۔ بلکہ اپنے
اہل کی بھی اصلاح کرے۔
اس میں شبہ نہیں کہ بیوی بچوں سے انسان کو بالطبع
محبت ہوتی ہے۔ لیکن

اردو کی ایک مثل

ہے۔ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔ کہ اس سونے کو
کیا کرنا ہے۔ وہ بھٹ میں پڑے جس سے کان ٹوٹیں۔ سونا
پہننے کا مطلب تو یہ ہوتا ہے۔ کہ زینت ہو۔ مگر جس سونے سے
کان ٹوٹیں۔ اسے کیا کرنا ہے۔ اس مثل کے مطابق میں کہتا ہوں
وہ اولاد اور وہ بیویاں جو جہنم کا موجب ہوتی ہوں۔ جو خود
نار میں پڑتی ہیں۔ اور انسان کو بھی آگ میں لے جانے والی ہوں
گو ان کی محبت طبعی ہے۔ مگر پھر بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ان
کی محبت انسان کو دوزخ میں نہ لے جائے۔ ان کی محبت ایسی
ہی ہو گی۔ جیسے

سرحدی قبائل

کے متعلق ایک قصہ مشہور ہے۔ کہتے ہیں پٹھانوں نے ایک قافلہ
پر ڈاکہ ڈالا۔ اور کچھ لوگوں کو لوٹ لیا۔ اس قافلہ میں ایک سید
بھی تھا۔ اور اس نے سنا ہوا تھا۔ کہ پٹھان سیدوں کی عزت
کرتے ہیں۔ اس نے ڈاکوؤں سے کہا۔ میں سید ہوں۔ یہ سن کر
ڈاکوؤں نے جواب دیا۔ اگر آپ سید ہیں۔ تو بہت اچھا ہوا۔
ہمیں کسی

سید کی ضرورت

تھی۔ ہمارے علاقہ میں سید کی کوئی قبر نہیں ہے۔ اور ہمیں بڑی
دور زیارت کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے جس سے کاموں کا
حرج ہوتا ہے۔ اگر تم سید ہو۔ تو ہم تمہیں مار کر یہاں تمہاری
قبر بنائیں گے ؛
یہ ان

پٹھانوں کی محبت

تھی۔ اور سید نے ان کی سیدوں سے مشہور محبت کی وجہ سے ہی
یہ مناسب سمجھا تھا۔ کہ اپنے آپ کو سید ظاہر کرے۔ مگر انھوں نے
کیا جواب دیا۔ یہ کہ ہمیں

سید کی قبر

کی زیارت کے لئے دور جانا پڑتا ہے۔ اس لئے تمہیں مار کر تمہاری
قبر یہیں بنائینگے۔ یہ انہوں نے بھی محبت ہی کے تقاضے سے کہا
مگر اس وقت تو وہ سید کہتا ہو گا۔ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے
ٹوٹیں کان۔ کہ میں تمہاری اس محبت پر لعنت بھیجتا ہوں جس
کی وجہ سے مجھے بے وطنی میں موت حاصل ہوئی ؛
تو محبت ہوا ہی کرتی ہے۔ مگر اس محبت کے مقابلہ میں
انسان کو آخرت کی رسوائی اور عذاب کو بھی دیکھنا چاہیئے۔ یا اس

محبت کے نتیجہ میں

اولاد کی ذلت اور رسوائی ہوتی ہو۔ اس کی تباہی اور بربادی
دیکھنی پڑے۔ تو یہی کہا جائیگا۔ کہ یہ ماں باپ کی محبت کا ہی نتیجہ ہے۔

ایک مشہور واقعہ

ہے۔ کہتے ہیں کوئی شخص تھا۔ جو بہت بڑا چور تھا۔ ہمیشہ چوری
کرتا رہتا تھا۔ آخر چوری کرنے والا انسان پکڑا بھی جاتا ہے۔

اور اس وقت اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے مقابلہ کرتا ہے۔ ایک دفعہ وہ بھی جب چوری کرنے کے لئے گیا۔ تو لوگ بیدار ہو گئے۔ اور چور نے سمجھا۔ اب میں پکڑا جاؤنگا۔ اس وقت جو شخص سب سے آگے آرہا تھا۔ اس کے متعلق اس نے سمجھا۔ کہ سوائے اس کو مار دینے کے اور کوئی صورت نہیں ہے۔ اور اس کو مار دیا۔ مگر اتنے میں اور لوگ آگئے۔ اور وہ پکڑا گیا۔ پہلے تو وہ چوری کا مجرم تھا۔ اب قتل کا مجرم بھی بن گیا۔ مقدمہ چلا۔ اور اُسے پھانسی کی سزا ملی۔ یہ قاعدہ ہے۔ کہ جسے پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ اس سے آخر وقت میں پوچھتے ہیں۔ اگر تمہاری کوئی خواہش ہو۔ تو ظاہر کرو۔ اس سے بھی پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا۔ میرا اور تو کوئی رشتہ دار ہے نہیں۔ صرف ماں ہے۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس وقت جو نگران افسر تھے۔ وہ اس کی اس بات پر خوش ہوئے۔ اور انہوں نے سمجھا۔ اس کے تاریک دل کے کسی کونے میں نیکی بھی ہے۔ اور اسے ماں سے محبت ہے۔ اور اس سے ملنا چاہتا ہے۔ اس کی ماں کو بلایا گیا۔ جب وہ آئی۔ تو اس نے کہا۔ میں تمہارے کان میں بات کہنا چاہتا ہوں۔ میرے قریب آؤ۔ جب وہ قریب ہوئی۔ تو اس نے اس کا کان کاٹ کھایا۔ نگرانوں نے فوراً اسے پکڑ لیا۔ اور لعنت ملامت کرنی شروع کی۔ کہ اب تو مرنے لگا ہے۔ اس وقت بھی ایسی حرکت سے باز نہیں آیا۔ اس نے کہا۔ میں نے اس لئے اپنی ماں کا کان کاٹا ہے۔ کہ میرے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں۔ ورنہ میں تو اسے مار ڈالنا چاہتا ہوں۔ میں اتنی ہی سزا دے سکتا تھا۔ جو دے دی میں جو آج پھانسی پر چڑھ رہا ہوں۔ تو

اس کا موجب میری ماں ہی ہے

میں چھوٹا سا تھا جب میں محلہ کے لڑکوں میں سے کسی سے لڑائی کر کے آتا۔ اس کو مارتا۔ تو اس کی ماں میری ماں کے پاس شکایت کرتی۔ مگر میری ماں اسے خوب گالیاں دیتی۔ اور کہتی۔ میرا بچہ ایسا نہیں ہے۔ اس سے مجھے اور دلیری ہوتی۔ اور میں پہلے سے بڑھ کر شرارت کرتا۔ پھر میں چھوٹی چھوٹی چیزیں چرانے لگا۔ میں جب ان چیزوں کو گھر میں لاتا۔ تو میری ماں ان کو چھپا دیتی۔ اور بجائے اس کے کہ مجھے ڈانٹتی۔ میری ہر طرح مدد کرتی۔ اگر کوئی آتا کہ ہماری چیز لے آیا ہے۔ تو میری ماں قطعاً انکار کر دیتی۔ اور اس سے لڑتی۔ ماں کے اس جھوٹ کو دیکھ کر مجھے جھوٹ بولنے کی بھی عادت ہو گئی۔ اور میں روز بروز ایسی حرکات میں بڑھتا گیا۔ [illegible] ڈاکہ اور قتل تک نوبت پہونچی۔ پس میں پھانسی پر اس لئے چڑھ رہا ہوں۔ کہ میری ماں نے مجھے غلط رستہ پر چلایا ہے۔

یہ ایک مثال ہے۔ لیکن اگر ہم

قید خانوں میں

چلے جائیں۔ اور جو لوگ وہاں قید ہیں۔ ان سے پوچھیں۔ کہ تمہارے قید ہونے کی کیا وجہ ہے۔ تو ان میں سے ۹۰ فیصدی ایسے ہونگے جنہیں

قید خانہ میں پہونچانے والے

ان کے ماں باپ ہونگے۔ باقی ۱۰ فیصدی ایسے ہونگے۔ کہ ماں باپ نے تو ان کی اچھی تربیت کی ہوگی۔ مگر بڑے ہو کر دوستوں کی صحبت سے یا اپنے دماغی نقص کی وجہ سے یا فطرتی بدی کی وجہ سے ایسے ہو گئے ہونگے۔ دنیا میں ماں باپ بہت کم بچوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ بلکہ بہت ہی کم دشمن ہوتے ہیں۔ اس لئے

ماں باپ کی دشمنی

کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ ان کی محبت کی وجہ سے بہت سے لوگ سزائیں پاتے۔ ذلیل ہوتے اور اپنے لئے تباہی کے سامان جمع کرتے ہیں۔ اگر کوئی کسی کو قتل کرنے کی وجہ سے پھانسی پر چڑھتا ہے۔ یا کسی کو مارنے پیٹنے کی وجہ سے قید ہوتا ہے۔ تو اس لئے کہ بچپن میں محلہ والے لڑکوں سے اس کی لڑائیاں ہوتیں ماں باپ نے اسکی پچ کی۔ اور کہا۔ ہمارا بچہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ کیوں نہیں کر سکتا۔ یہ سوچنے کی کبھی وہ تکلیف ہی نہیں کرتے۔ دوسروں کے بچوں میں تو سو سو عیب نکالتے ہیں۔ اور ہر قسم کی برائیاں ان سے سرزد ہونی ممکن سمجھتو ہیں۔ مگر اپنے بچہ کے متعلق کہتے ہیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ حالانکہ چاہئے یہ کہ اگر ان کے بچے نے وہ فعل نہ کیا ہو۔ تو بھی ماں باپ اسے تنبیہ کریں۔ تا یہ بات اس کے ذہن میں داخل ہو۔ کہ اس کے ماں باپ ایسی باتوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ اگر ماں باپ اپنے

بچوں کی تربیت

کے لئے یہ طریق اختیار کریں۔ تو میں یہ تو نہیں کہتا۔ کہ دنیا سے جرم مٹ جائے گا۔ میں یہ کس طرح سمجھ لوں۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی تربیت نہ کی ہوگی۔ کی ہوگی۔ اور ضرور کی ہوگی مگر خدا تعالےٰ فرماتا ہے

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

کے باوجود ان کے بیٹے کو عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ تو میں یہ نہیں کہ سکتا۔ کہ ماں باپ کے اچھی تربیت کرنے پر کوئی لڑکا خراب نہیں ہوگا۔ مگر یہ ضرور کہتا ہوں۔ کہ ۹۰ فیصدی لوگ ماں باپ کی تربیت کی خرابی کی وجہ سے خراب ہوتے ہیں۔ لوگ اپنے بچے کی پچ کرتے ہیں۔ اور اس کے جرم پر آپ پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چوری جھوٹ فساد جھگڑے۔ قتل۔ ڈاکہ خیانت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ حالانکہ ہر مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے فرائض میں یہی نہیں رکھا۔ کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح کرے۔ بلکہ یہ بھی رکھا کہ قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَہۡلِیۡکُمۡ نَارًا ۔ یعنی فرمایا۔ اپنی جانوں کو ہی آگ سے نہ بچاؤ۔ بلکہ اپنے اہل کو بھی بچاؤ۔ اور اس میں کسی ایک جرم کا ذکر نہیں کیا۔ یہ نہیں کہا۔ چوری سے بچاؤ۔ ڈاکہ سے بچاؤ۔ قتل سے بچاؤ۔ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ کہ

آگ سے بچاؤ۔

اور چونکہ ہر جرم آگ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لئے یہ مطلب ہوا۔ کہ

ہر جرم سے بچاؤ۔

اور یہ احتیاط کرو۔ کہ کوئی بری عادت تمہارے اہل میں نہ پائی جائے۔ دیکھو جب کسی کا بچہ آگ میں پڑتا ہے۔ تو وہ خود بھی آگ میں پڑ جاتا ہے۔ اول تو

طبعی محبت

ہی آگ لگا دیتی ہے۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ کسی کا بچہ خواہ وہ کتنا بڑا مجرم ہو۔ قید کیا جائے۔ یا پھانسی چڑھایا جائے۔ مگر ماں باپ کو آگ نہ لگی ہوئی ہو۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ بچہ اس قدر بے دین ہو چکا ہو۔ اور برائیوں میں اس قدر پڑ چکا ہو۔ کہ ذلت و رسوائی۔ قید اور گرفتاری کا اس پر کچھ اثر نہ ہو۔ مگر اس کی ذلت اور رسوائی اس کے ماں باپ کو ضرور آگ میں ڈالے ہوئے ہوگی ٭

پس میں

اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی محبتوں کو صحیح طور پر استعمال کیا کریں۔ کون ہے۔ جسے اپنے بچوں سے محبت نہیں ہوتی۔ سب کو ہی محبت ہوتی ہے۔ مگر باوجود اس کے ایک حصہ ایسا ہے۔ جس کے متعلق میں نے بتایا ہے۔ کہ وہ محبت کی وجہ سے اپنے بچوں کو خراب کر دیتے اور نہ صرف ان کے لئے بلکہ اپنے لئے بھی

آگ میں پڑنے کے سامان

کر لیتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو محبت کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں وہ اپنے بچوں کی پوری پوری نگرانی کرتے ہیں۔ اگر دیکھتے ہیں کہ بچے محبت سے سمجھتے ہیں۔ تو محبت سے سمجھاتے ہیں۔ اگر دیکھتے ہیں سختی سے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ تو سختی بھی کرتے ہیں اور یہ طریق مسلسل اختیار کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک دفعہ محبت سے سمجھایا۔ اور چھوڑ دیا۔ یا ایک دفعہ سختی کی۔ اور پھر پوچھا بھی نہیں۔ وہ ہر روز دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے بچے نماز پڑھتے ہیں۔ یا نہیں۔ یہ نہیں۔ کہ سال میں کسی ایک دن پوچھ لیا۔ کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے اور پھر مارنے لگ گئے۔ اسی طرح وہ ہر روز دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے بچے پڑھتے ہیں۔ یا نہیں۔ یہ نہیں۔ کہ سال کے بعد جب فیل ہوں تو انہیں مارنے لگ جائیں۔ اس وقت بچوں کو اپنا جرم یاد نہیں ہوتا۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ یونہی سزا دی گئی ہے۔ لیکن اگر روزانہ پوچھا جائے۔ پڑھا ہے۔ یا نہیں۔ اور اگر معلوم ہو۔ کہ پڑھنے میں سستی کی ہے۔ اس پر سزا دی جائے۔ تو بچہ کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کیوں سزا دی گئی ہے۔ اور وہ اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔ اسی طرح اگر بچہ نماز نہ پڑھے اور اسے پوچھا جائے۔ تو اُسے یاد رہتا ہے

نماز نہ پڑھنے پر پوچھا جائے گا۔ لیکن اگر نمازوں کے متعلق روزانہ
اس سے پوچھا نہ جائے۔ اور ایک دن پکڑ کر مارنا شروع کر دیا
جائے۔ تو بچہ سمجھیگا۔ یونہی مارا گیا ہے ۔
تو اصلاح ایک دفعہ کی مار سے نہیں ہو جاتی۔ بلکہ

متواتر احتیاط کے ساتھ نگرانی

کرنے سے ہوتی ہے۔ گو ایسے بھی بچے ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ
پہلے میں نے بیان کیا ہے۔ کہ وہ اس نگرانی سے بھی درست نہیں
ہوں گے۔ ان کے لئے دعا ہی ذریعہ اصلاح ہوگا۔ مگر اصل
بات یہ ہے۔ کہ متواتر نگرانی کرنے وقت پر کوئی کام یاد دلانے اور
اس کی پابندی کرانے سے بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ جب
انسان دیکھے۔ کہ بچہ

نرمی اور محبت

سے مانتا ہے۔ تو نرمی سے سمجھائے۔ اور اگر دیکھے سزا کی
ضرورت ہے۔ تو سزا بھی دے۔ اگر لوگ اس طرح کریں۔ تو بہت
اصلاح ہو جائے میرا اپنا تجربہ تو یہی ہے۔ میرے پاس جتنے
جھگڑے آتے ہیں۔ اور ان میں جو بچوں کی وجہ سے لڑائیوں
کے ہوتے ہیں۔ ان میں لڑائی کی وجہ

بچوں سے ناواجب محبت

ہوتی ہے۔ ایک شخص کھڑا ہو جاتا ہے۔ کہ میرا لڑکا یہ کام نہیں
کر سکتا۔ یہ کسی اور نے کیا ہوگا۔ اسے ہر ایک بچہ ایسا نظر آتا
ہے۔ جو وہ حرکت کر سکتا ہے۔ مگر اپنے بچے کے لئے کہتا ہے
نہیں کر سکتا۔ اگر کسی کا لڑکا پڑھتا نہیں۔ تو کہتا ہے۔ اس میں
استادوں کا قصور ہے۔ اور وہ استادوں پر الزام لگاتا ہے
اپنے بچہ کی حمایت کرتا ہے۔ جو پڑھنا بالکل چھوڑ دیتا ہے
اگر کسی کا بچہ نہیں پڑھتا۔ تو اس میں استاد کا کیا نقصان ہے
چور اور ڈاکو بنے گا۔ ماں باپ کو بدنام کرے گا۔ اور خود
ذلت اور رسوائی کی زندگی بسر کرے گا۔ استاد کا تو بظاہر اسی
میں فائدہ ہے۔ کہ کسی لڑکے پر پڑھنے کے لئے زور نہ دے۔ بلکہ
کھیلنے کا موقعہ دے۔ کیونکہ اس طرح لڑکے اس کی تعریف
کریں گے۔ ماں باپ سے بھی کہیں گے۔ بہت اچھا استاد ہے
[...]ن ہے۔ اس کے لئے تحفے بھی لائیں۔ تو جو استاد بچہ کو
پڑھنے کے لئے کہتا ہے۔ وہ اس کے فائدہ کے لئے کہتا ہے
اسی طرح محلہ کے دوسرے لوگوں کا اس میں کیا نقصان ہے
اگر کسی کا بچہ آوارہ ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ ان کے بچوں
[...]ے۔ وہ اگر ایسے بچہ کی اصلاح کے لئے کچھ کرتے ہیں۔
[...]ئے کہ وہ اپنے بھائی کے بچے کو خراب ہوتا نہیں دیکھ سکتے
پس

بچوں کی تربیت

لڑکے ہوں۔ یا لڑکیاں نہایت ضروری ہے۔ ان کو آگ
سے بچانا انسان کے لئے ایسا ہی فرض ہے۔ جیسا کہ اس کا
اپنے آپ کو بچانا ۔

ناواجب محبت کا نتیجہ

یہاں تک خطرناک ہوتا ہے۔ کہ ایک لڑکے نے ایک عورت
پر حملہ کیا۔ اور اسے مارا۔ عورت پر کسی کا حملہ کرنا ایسے پاجی
پن کی علامت ہے۔ کہ کوئی شریف انسان اسے برداشت
نہیں کر سکتا۔ اس لڑکے کا باپ جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔
مخلص آدمی تھا۔ مگر بچہ کی ناواجب محبت نے اسے اس اعلیٰ
مقام سے گرا دیا۔ وہ بجائے اس کے کہ یہ محسوس کرتا۔ کہ اگر اس
کے بچہ کو سزا دی جائے گی۔ تو اس سے اس کی اصلاح ہوگی۔
اس نے کہا۔ چاہے۔ مجھے جماعت چھوڑنی پڑے۔ بچہ کو کوئی
سزا نہیں دے سکتا۔ اس طرح اس نے بیس پچیس سال کے
اخلاص کو بچہ کی محبت میں ایک دن میں ضائع کر دیا۔ حالانکہ
کسی کے بچہ کو سزا ملنے سے مجھے کیا فائدہ ہو سکتا ہے یا جو قاضی
مقرر ہیں۔ انہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ میری اور ان کی غرض یہی
ہو سکتی ہے۔ کہ بچہ کی اصلاح ہو۔ اور دوسرے جب اس کی
سزا سے آگاہ ہوں۔ تو وہ احتیاط کریں۔ اور

اس قسم کی حرکت

کے مرتکب نہ ہوں۔ مگر اس نے اس بات کا کچھ خیال نہ کیا۔
اور وہ بچہ کی محبت میں اس عورت کی طرح ہو گیا۔ کالتی
نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا۔ جو سارا سال
اس لئے سوت کاتتی رہتی۔ کہ غریبوں کو کپڑے بنا کر پہناؤنگی لیکن
جب سال ختم ہوتا۔ تو کہتی۔ کہ غریب بہت ہیں۔ اور ان کے لئے
کپڑے کافی نہ ہونگے۔ اس لئے سوت کی انٹیاں کاٹ کاٹ
کر تقسیم کرنا شروع کر دیتی۔ وہ بالشت بالشت کے ٹکڑے
ہو جاتے۔ جو کسی کام بھی نہ آتے۔ تو بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں
جو اعمال کرتے رہتے ہیں۔ اور قریب ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ
کے مقرب بن جائیں۔ مگر ٹھوکر کھا کر دور جا گرتے ہیں۔ مومن
کو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اگر لوگ اسے بچہ کی اصلاح کی طرف توجہ
دلاتے ہیں۔ اور اس کی نگرانی کا مشورہ دیتے ہیں۔ تو اس میں
ان کو کیا حاصل ہوگا۔ اس طرح اس کے بچہ کی اصلاح ہوگی۔
پس چاہیئے۔ کہ

بچوں کے اخلاق کی نگرانی

کی جائے ایسی اعلےٰ اخلاق دین کی محبت۔ خدا تعالےٰ کا خوف۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخلاص اور محبت۔ قربانی
کا مادہ۔ تکالیف اٹھانے کا احساس پیدا کیا جائے۔ اس سے
دوسروں کو اتنا نفع نہیں ہوگا۔ جتنا خود اس بچہ کو اور اس کے
ماں باپ کو ہوگا۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا قوا انفسکم
واھلیکم نارا۔ چوری کرنے سے دوسرے کا گھر برباد نہیں
ہوتا۔ بلکہ اپنا گھر برباد ہوتا ہے۔ جھوٹ بولنے سے دوسرے کو
نقصان نہیں پہونچتا۔ اپنے آپ کو پہونچتا ہے۔ فریب دینے سے
دوسرے کا حرج نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے
اپنے آپکو اور اپنے اہل کو ان باتوں سے بچانا چاہیئے۔ اگر تمہارے
بچے خراب ہونگے۔ تو وہی تباہ نہ ہونگے۔ بلکہ ساتھ ہی تم کو بھی برباد
کریں گے۔ جس کی اولاد خراب نکلتی ہے۔ لوگ اس کی طرف انگلیاں
اٹھاتے اور کہتے ہیں۔ یہ

فلاں لڑکے کا باپ

ہے۔ جس نے وہ فعل کیا۔ یا یہ فلاں عورت ہے۔ جسکی لڑکی یا لڑکے
سے فلاں جرم سرزد ہوا۔ کیا ایسا انسان کسی شریفانہ مجلس میں
جانے کے قابل رہتا ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ حضرت نوحؑ
کی طرح اس نے اپنی طرف سے اپنی اولاد کی اصلاح کرنے میں
کمی نہ کی ہو۔ تب اس کی حالت قابل شرم نہ ہوگی۔ بلکہ قابل رحم
اور لائق ہمدردی ہوگی۔ کہ اس نے تو اپنی طرف سے پوری کوشش
کی۔ آگے اصلاح نہ ہوئی۔ لیکن اگر کوئی اپنی اولاد کے ساتھ
اس وقت ہمدردی کرتا ہے۔ جب وہ کسی بُرے فعل کا ارتکاب کرتی
ہے۔ تو وہ بھی اس برائی میں اپنے آپ کو شامل کر لیتا ہے
بہت ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ بہت ہی ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک اس
بات کو نہیں سمجھا۔ اور وہ

اولاد کی اصلاح

کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ اور اگر کوئی اور ان کی اولاد کی اصلاح
کرتا ہے۔ تو اس کے دشمن بن جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ
ایسے لوگوں کی اولاد برباد ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت
پر رحم کرے۔ اور اسے ایسے مقام پر کھڑا کرے۔ کہ تنزل کے
اسباب دُور ہو جائیں۔ ہماری اولاد ہم سے بھی زیادہ

خدمت اسلام

کرنے والی ہو۔ تاکہ اسلام ترقی کرتا جائے۔ اور ہمارا قدم
قدم آگے ہی آگے بڑھے ۔ آمین

ضرورت مبلغ

جماعت احمدیہ لکھنؤ کے لئے ایک ایسے مبلغ کی ضرورت ہے
جو قرآن کریم اور احادیث کا علم رکھنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے واقفیت اور فن تبلیغ
میں بھی کافی مہارت رکھتا ہو۔ کھانا اور بیس روپیہ ماہوار
تنخواہ جماعت دے گی۔ خواہشمند احباب فوراً دفتر ہذا
میں اپنی درخواستیں بتصدیق امیر جماعت یا پریذیڈنٹ یا
جنرل سیکرٹری بھجوا دیں۔ علاقہ یوپی کے درخواست کنندگان کو ترجیح دی
جائیگی بشرطیکہ اُن کی علمی قابلیت موجودہ ضرورت کو پورا کرنے والی ہو
فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اہلِ ہنود کی رسم ازدواج میں مجوزہ ترمیم

آنریبل سرہری سنگھ گوڑ بالقابہ نے ایک مسودہ مجلس قانون ہند میں ۲۴ جنوری ۱۹۲۸ء کو پیش کیا۔ جس کا لفظی ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہوگا۔ کہ کس شدومد سے اہل ہنود اپنے مذہب اور معتقدات میں ترمیم ورد وبدل کے درپے ہیں۔ اور اپنے مذہبی مسلمات کو واقعات کی مجبوریوں سے لاچار ہو کر بالائے طاق رکھ رہے ہیں۔ عملاً اس مسودہ قانون کے پاس ہونے پر اہل ہنود اسلامی قانون ازدواج کے ایک جزو پر عمل پیرا ہونگے۔ کاش کہ بجائے جزوی ترمیمات قانونی اور سلطنت کی امداد کے اہل ہنود اسلام کے زرین اصول کو تسلیم کر کے قرآن پر عامل ہوتے۔ اور آئے دن انسانی تاویلات اور ترمیمات سے جو ہرگز مکمل اور صحیح نہیں ہوسکتیں رہائی حاصل کرتے۔ جو ترمیم آنریبل ممبر ۱۹۲۸ء میں چاہتا ہے۔ وہ ساڑھے تیرہ سو سال قبل اسلامی "خلع" سے حاصل ہو چکی ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ رسول عربی کے زمانہ میں ایک عورت کو "خلع" یا انفساخ ازدواج کی اجازت محض اس بنا پر دی گئی۔ کہ اس نے کہا لا اطیقُہٗ یعنی "مجھکو خاوند سے نفرت ہے" کس قدر لطیف پیرایہ میں انفساخ ازدواج کی وجہ بتائی گئی۔ یہ نفرت دین یا اخلاق کی بنا پر نہ تھی۔ کیونکہ عورت مذکور کا بیان تھا۔ کہ ما اعیب علیہ فی خلق ولا دین مجوزہ مسودہ محض یک طرفہ اصلاح کے درپے ہے۔ یعنی اگر مرد میں نقائص اور عیوب ہوں۔ تو عورت انفساخ ازدواج کر سکتی ہے۔ لیکن عورت میں عیوب کی موجودگی کا کوئی علاج نہیں بتایا گیا۔ شاید اس کے لئے کچھ اور زمانہ چاہیئے۔ مگر قرآن نے اس مشکل مسئلہ کو نہایت خوبصورت الفاظ میں ظاہر کر دیا۔ تاکہ ایک باحیا عورت ان الفاظ کو پڑھے۔ اور اس کے حیاء کو شائبہ بھر ٹھیس نہ لگے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے:۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (۲/۱۸۳) اگر مرد اور عورت کی زندگی تسکین سے نہیں گذر سکتی۔ تو وہ ایک دوسرے کے لباس نہیں ہوسکتے۔ لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (۳۰/۲۱) میں بھی اسی تسکین کی طرف اشارہ ہے۔

مسودہ جو پیش کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

"چونکہ یہ قرین مصلحت ہے۔ کہ بعض التباسات و شکوک جو اہل ہنود کے انفساخ ازدواج کے بارہ میں بعض حالات میں پیدا ہوتے ہیں۔ رفع کئے جاویں۔ لہذا نافذ کیا جاتا ہے۔ دفعہ اول ضمن (۱) یہ قانون انفساخ ازدواج اہل ہنود سال ۱۹۲۸ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

ضمن (۲) تمام اہل ہنود پر اس قانون کا اطلاق ہوگا۔ اور اس کا نفاذ کل قلمرو برٹش ہندوستان میں ہوگا۔

دفعہ (دویم) باوجودیکہ کوئی قانون یا رواج جو برخلاف مرّجہ ہو۔ ایک ہندو منکوحہ کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے نکاح کی ناجوازیت کے بارہ میں استقرار حق حاصل کرے۔ یا مندرجہ ذیل کسی بنا پر انفساخ ازدواج حاصل کرے۔

(الف) خاوند کی نامردی

(ب) شوہر کی دیوانگی

(ج) یا خطرناک بیماری یا مرض جذام کی بیماری۔

دفعہ (سویم) وجوہات مندرجہ متذکرہ کے ماسوائے اگر کوئی حق انفساخ ازدواج کا حاصل ہو۔ تو وہ اس قانون سے زائل تصور نہ ہوگا"

اس قانون کے اغراض و مقاصد کا ترجمہ بھی پیش کیا جاتا ہے اور واقعات اور زمانہ بتلائیگا۔ کہ آیا آریہ سماجی اس قانون کی مخالفت کرتے ہیں۔ یا موافقت۔ کیونکہ اس میں صریحاً نیوگ کے عمل کو متروک قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ سوامی دیانند نے نیوگ پر عمل کرنے کو بہت لازمی قرار دیا ہے۔ فاضل ممبر کا بیان ہے۔

"ہندو دھرم شاستر کے رو سے ازدواج کی اصلی غرض اور غایت نرینہ نسل بڑھانا ہے۔ یہ فرض اس قدر اہم خیال کیا گیا ہے۔ کہ اس غرض کو نیوگ کے عمل سے پورا کیا جاتا تھا یعنی شادی شدہ عورت کو اجازت تھی۔ کہ وہ اپنے لئے کوئی شخص ہم بستری کے لئے ڈھونڈے۔ ایسی صورت میں کہ عورت کا شوہر خود دیوانہ یا نامرد ہو۔ چونکہ نیوگ کا عمل ترک کیا گیا ہے۔ پس لازمی ہے۔ کہ وہ عورتیں جو ایسے اشخاص کو نکاح میں دی گئی ہوں۔ انفساخ ازدواج کے لئے دادرسی حاصل کریں۔ کیونکہ اگر وہ عورتیں نیوگ پر عمل پیرا نہیں ہوسکتیں۔ تو پھر ان کو اختیار ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ازدواج کی غلامی سے رہائی حاصل کرنے کے لئے صرف یہی واحد معزز طریقہ اختیار کریں۔ اور یہ اس لئے بھی لابدی ہے کہ ہندو دھرم شاستر کے رو سے ہر وہ خاوند جو مندرجہ بالا معذوریوں میں مبتلا ہو۔ اور اس کی بیوی وراثت جائداد سے مجوب ہو جاتے ہیں۔

امید واثق ہے۔ کہ مجوزہ بل سے ہندو شادی شدہ عورت کو وہ حق حاصل ہو جائیگا۔ جس کی وہ صریحاً مستحق ہے اس مسودہ سے یہ غرض مدنظر نہیں ہے۔ کہ ہندو قانونی انداج میں کوئی بدعت و اختراع پیدا ہو۔ اگر یہ مسودہ پاس ہوا۔ تو اس کے ذریعہ سے اس قدیم قانون کی ترویج ہوگی جس کی بنیاد نِراد اور وشِشٹھ نے قائم کی تھی۔ اور جن کی سمرتیاں ہندو دھرم شاستر پر مستند خیال کی جاتی ہیں۔

"نِراد (بارہ) ۸۔ مرد کی قوت رجولیت کا امتحان کیا جاوے۔ جب اس کی قوت مردمی بلاریب تصدیق ہو۔ تو وہ شادی کر سکتا ہے۔ (ورنہ نہیں)

نِراد - بارہ - ۱۶- اس منکوحہ کے لئے جس کا خاوند ویریہ ضائع کرتا ہے۔ یا اس کی ویریہ میں طاقت نہیں ہے۔ خواہ انھوں نے فرائض ازدواج ادا بھی کئے ہوں۔ دوسرا شوہر ۶ ماہ کے انتظار کے بعد حاصل کیا جاوے۔

نِراد بارہ - ۱۹ عورتیں نسل انسانی کی افزونی کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ نسا حرث ہے۔ اور خاوند بیج بونے والا کھیتی اسی کو ملنی چاہیئے۔ جس کے پاس بیج ہو۔ جو بیج نہ رکھتا ہو۔ اس کو کھیتی کی ملکیت نہیں دینی چاہیئے۔

نِراد - بارہ - ۲۴ - اگر شوہر ملک غیر کو چلا جائے۔ تو اس کی منکوحہ ۳ حیض تک انتظار کرے۔ اور بعد ازاں دوسری شادی کرلے۔

نِراد بارہ - ۳۷- دیوانگی - ذات پات سے محرومیت۔ نامردی افلاس۔ رشتہ داروں سے جدائی (یعصور تی یا مکروہ و طویل بیماری میں مبتلا) شوہر کے عیوب ہیں۔

نِراد - بارہ - ۹۷- اگر شوہر مفقود الخبر ہو۔ یا فوت ہو جائے یا رہبانیت اختیار کرے۔ یا نامرد ہو۔ یا ذات پات سے خارج ہوگیا ہو۔ تو یہ پانچ قانونی لوازمات ہیں۔ جن کے بنا پر ایک عورت کو حق حاصل ہے۔ کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔

وشِشٹھ - ۲۰- وہ عورت دوبارہ شادی شدہ کہلائی جاتی ہے۔ جو نامرد۔ ذات سے خارج شدہ اور دیوانہ شوہر کو چھوڑ کر دوسرے شوہر سے شادی کرے"

قاضی محمد شفیق ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل چارسدہ

ایک احمدی بھائی جو راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔ اور جن کی بیوی تھوڑا عرصہ ہوا فوت ہو چکی ہے۔ ان کے دو لڑکے بعمر ۱۱، ۸ سال جن کا حلیہ ذیل میں تحریر ہے۔ تین چار ماہ سے گم ہیں۔ ان کے باپ کا خیال ہے۔ کہ یہ لڑکے عیسائیوں یا آریوں کے پھندے میں نہ آگئے ہوں۔ اس لئے ہر ایک احمدی بھائی ان گم شدہ بچوں کی تلاش کے لئے پوری کوشش کرے۔ اگر کسی کو مل جائیں۔ تو ان کو اپنے ہاں ٹھہرا کر بذریعہ تار امور عامہ کو اطلاع دیں۔ جو خرچ ہوگا ادا کر دیا جائیگا۔ ان لڑکوں کا باپ آجکل قادیان میں رہتا ہے۔ حلیہ یہ ہے:۔

(۱) نام محمد اسلم۔ عمر ۱۱ سال۔ رنگ سفید۔ آنکھیں سیاہ۔ پیشانی پر دنبل کا داغ۔ جسم پتلا۔ پانچویں جماعت میں تعلیم پاتا تھا۔

(۲) نام محمد اشرف عمر ۸ سال۔ رنگ گندمی۔ آنکھیں سیاہ۔ گلے پر خنا

سیرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم

مُصنّفہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے

ضرور منگوا کر پڑھیئے

یہ کس قدر مفید بلند پایہ اور محققانہ تصنیف ہے۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے لئے احباب کو مندرجہ ذیل رائیں پڑھنی کافی ہونگی :-

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

"اس وقت تک جو سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں۔ ان سے یہ بہت عمدہ اور اعلیٰ ہے"

سر محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا

"اس کتاب کو میں نے بہت دلچسپی سے پڑھا ہے۔ یہ کتاب بہت بڑی محنت کے ساتھ لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور دلچسپ معلومات کا ذخیرہ ہے"

مولوی الف دین صاحب وکیل کیمل پور

"اس نادر تالیف سے کتب سیرت میں ایک قابل قدر اور محققانہ اضافہ ہوگیا ہے۔ بصارت اور بصیرت کا سامان دلکش پیرایہ میں بہم پہنچایا گیا ہے۔ ... یہ کتاب اس قابل ہے۔ کہ نہ صرف ہر ایک مسلم گھر میں بلکہ ہر ایک مسلم ہاتھ میں بلکہ اس کے مضامین ہر ایک کے دل کی تنویر ایمان کی بنیاد بنکر ہر لمحہ اور ہر آن مستحضر رہنے چاہئیں" :-

ایڈیٹر صاحب آگرہ اخبار

"اپنے طرز کی سب سے آخری اور شائد سب سے بہتر کتاب ہے... باوجود اختصار کے جامعیت اور اسناد میں اپنی آپ نظیر ہے۔ ہمارے خیال میں کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے"

ایڈیٹر صاحب میونسپل گزٹ لاہور

اس کا طرز بیان شستہ سلیس اور مؤثر ہے۔ اور جس طرح کتاب اپنی حقیقی و معنوی خوبیوں کے لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ ویسا ہی اس کا حسن طباعت اور عمدگی کاغذ بھی لائق داد ہے جس کی تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بخوبی قدر کرنی چاہیئے"

پس ہر ایک محب رسولؐ کو اس پاکیزہ اور بہترین سیرت کی ایک ایک جلد منگوا کر پڑھنی چاہیئے۔ اور جو دوست ۱۷ رجون کے لیکچروں کی تیاری کر رہے ہوں۔ انہیں تو خاص طور پر اسے منگا کر پڑھنا چاہیئے :-

(قیمت صرف دو روپے چار آنے)

اگر آپ

حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت اور عظمت کا سکہ غیر مسلموں کے دل پر بٹھانا چاہتے ہیں تو

۱۷ رجون کے دن

رسالہ

برگزیدہ رسولؐ غیروں میں مقبول

ان میں کثرت سے تقسیم کیجئے!

کیونکہ اس میں آنحضرت صلعم کے واقعات زندگی۔ پاکیزہ سیرت۔ دنیا پر احسانات۔ اور بے مثل قربانیوں کا جو کچھ بھی ذکر ہوا ہے۔ وہ سب کا سب غیر مسلموں کی زبان و قلم سے ہی ہوا ہے :-

اس میں جن لوگوں کی شہادتیں جمع کی گئی ہیں۔ ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ احباب اندازہ لگا سکیں کہ یہ رسالہ کس قدر مفید اور مؤثر ہو سکتا ہے :-

مخالفین عرب کی شہادتیں - مثلاً النضر بن حارث۔ ابوجہل۔ ابوسفیان۔ امیہ بن خلف۔ قریش عرب (ابوطالب،

بعض آزاد خیال لوگوں کی شہادتیں - ڈاکٹر جارج بیکر۔ مس اینی بیسنٹ

سر ولیم میور۔ مؤلفین انسائیکلو پیڈیا برٹینکا۔ مسٹر باسورتھ سمتھ۔ جے

عیسائی علماء کی شہادتیں - ڈبلیو ایچ سٹابرٹ ایم - اے۔ آر ڈی اڈ سبورن۔ مسٹر طامس کارلائل۔ موسیو اوجین کلوقل۔ ایڈیٹر رسالہ ایسٹ اینڈ ویسٹ۔ مسٹر سٹینلی لین پول۔ ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹنر ایم - اے۔ پروفیسر مونشٹ۔ ایڈورڈ گبن۔ ڈاکٹر اسپرنگر۔ پروفیسر ڈی گیجی۔ واشنگٹن ارونگ۔ کونٹ ٹالسٹائے۔ ر دمن صاحب بارگیلیوس۔ پروفیسر فریمین۔ ڈاکٹر ڈیل۔ ڈبلیو آئرلینڈ۔ مسٹر آیوان میں۔ راڈول ایم اے

یہودی اور سکھ اصحاب کی شہادتیں - ابوالفتح بن ابوالحسن سامری حضرت باوا نانک۔ ایڈیٹر صاحب خالصہ سماچار

آریہ حضرات کی شہادتیں - پروفیسر رام دیو صاحب بی - اے۔ لالہ کانشی ناتھ بی - اے ایل - ایل - بی وکیل۔ رائے بہادر ٹھاکر دت دھون اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ لالہ لاجپت رائے صاحب۔ ایڈیٹر اخبار چندر۔ ایک غالی آریہ نامہ نگار مسافر جالندھر وغیرہ

ہندو اصحاب کی شہادتیں - گاندھی جی۔ ایڈیٹر ست ایدیش۔ لالہ شنداس صاحب۔ ایڈیٹر صاحب بنگال باسی کلکتہ آنریبل مسٹر بھوپیندرا ناتھ باسو۔ پروفیسر ٹی ایل وسوانی۔ مسز سروجنی نائیڈو۔

ہندو شعراء کی تعریفی نظمیں لالہ لال چند صاحب فلک۔ پنڈت پربھو دیال عشر لکھنوی۔ لالہ دتو رام کوثری۔ مہاراجہ سر کرشن پرشاد صاحب۔ وزیر اعظم حیدر آباد۔ پنڈت گنیش لال صاحب خستہ دہلوی

الغرض یہ ہر خیال اور ہر مذہب کے نامی علماء اور مشہور فضلاء کی بہترین شہادتوں کا مجموعہ ہے جنہیں اگر متعصب سے متعصب آدمی بھی ایک دفعہ پڑھ لے تو پھر ممکن نہیں۔ کہ اس کا تعصب قائم رہ سکے۔ پس احباب کو چاہیئے۔ کہ اس مؤثر دلآویز اور نہایت ہی مفید رسالہ کی مقدور بھر اشاعت کریں۔ اور ۱۷ رجون کو خصوصاً غیر مسلموں میں کثرت سے تقسیم کریں تاکہ ان کے لوح قلب پر آنحضرت صلعم کی عظمت و صداقت کا حقیقی دیرپا اور مستقل اثر جم سکے۔ اس کی اصلی قیمت ۵ ر ہے۔ مگر تقسیم کرنے والوں کو ایک روپیہ کی پانچ کاپیاں دی جائیں گی۔ تعداد بہت تھوڑی ہے احباب جلد منگوالیں۔

ملنے کا پتہ بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

نمبر ۹۳ جلد ۱۵
اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۲۸ء
اشتہارات
Digitized by Khilafat Library Rabwah
۱۷- جون ۱۹۲۸ء کے جلسوں کی طیاری کرنے والے
خاص رعایت
سے فائدہ اٹھائیں
سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم
مؤلفہ
حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ
اس کا انداز بیان اپنی نظیر آپ ہے۔ سیرت کے صحیح مفہوم کے ماتحت صرف یہی سیرت لکھی گئی ہے۔ قیمت مجلد ۱۲؍ رعایتی ۱۰؍ کر دی ہے۔ بغیر جلد ۱۰؍ رعایتی ۸؍
پیارا نبی صلعم
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ولایت والا مقبول عام لیکچر۔ اس کی قیمت ۳؍ تھی۔ اب ۲؍ ہے۔ روپیہ کی دس کاپیاں اس کی کاپیاں بہت سی منگا کر عام تقسیم کر کے دوگنا ثواب حاصل کریں۔ ہر ایک جگہ کی انجمن اس کار خیر میں شریک ہو کر فائدہ اٹھا سکتی ہے
اصول اسلام کی فلاسفی
مجلد سنہری
سیرت نبوی کے بیان کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بے نظیر مضمون اعلےٰ درجہ کا معاون ہے۔ اس کو اب جیبی تقطیع ولائتی کاغذ پر نہایت خوشنما کر کے طیار کرایا گیا ہے۔
قیمت مجلد ۸؍ بے جلد ۵؍
اِحسانات مسیح موعود
حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیروی کا وہ لطیف اور مقبول عام لیکچر جو آپ نے کسی گذشتہ جلسہ پر دیا تھا۔ اب دوبارہ خوبصورت کر کے چھپوایا گیا ہے۔
قیمت ۱؍
بغرض تقسیم فی سینکڑہ تین روپیہ
ملنے کا پتہ کتاب گھر قادیان
حبّ اٹھرا
کا نام
محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ
جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین، خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے
قیمت فی تولہ ۱۲؍ شروع حمل سے آخر رضاعت تک تقریباً ۵ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ اکٹھے نسخہ منگانے پر فی تولہ ۱۰؍ لیا جائیگا
ملنے کا پتہ
عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان
ضرورت ہے
ایسے مڈل و انٹرنس پاس طلبا کی جو ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں۔ مفصل حالات دو آنہ (۲؍) کا ٹکٹ بھیجکر معلوم کریں
سنٹرل ٹیلیگراف کالج نئی سڑک دہلی
طالب علموں، لیکچراروں اور دیگر اصحاب تحریر و تقریر کے واسطے
عجیب التاثیر تحفہ
نہایت معتبر اور بارہا دفعہ کی آزمودہ مستقل طور دل و دماغ کو طاقت پہنچا کر حافظہ کی قوت کو بحال ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کیلئے قائم رکھنے والی اور بحیطا ایجاد ہے۔ اس کے استعمال سے صرف ایک ہفتہ میں تو ذہنی کے علاوہ جسم کی تیاری میں حیرت انگیز تبدیلی واقعہ ہو جاتی ہے علاوہ اس کے مصفی خون اور مقوی اعصاب بھی ہے۔ جس نے ایک دفعہ آزمائش کر لی ہے۔ وہ ہمیشہ کیلئے مجسم اشتہار بن گیا۔ نمونہ محصول ڈاک کے لئے ۲؍ کے ٹکٹ بھیجکر مفت طلب فرمائیں۔ قیمت ایک ہفتہ کا کورس ۱۲؍ دو ہفتہ کیلئے ۲؍ محصول ڈاک علاوہ
ملنے کا پتہ:- منیجر ہیلتھ میڈیکل ہال روپڑ ضلع انبالہ
گھڑیوں کی دنیا میں
نیو فیشن ریڈیم رسٹ واچ
ایک ایسی گھڑی ہے جس میں کہ جملہ صفات جمع کی گئی ہیں۔ مثلاً اندھیرے میں چمکنے والا ریڈیم موڈل ہے۔ سیکنڈ ۲۴ گھنٹوں میں ایک منٹ کا فرق نہ دینے والی مشین نہایت مضبوط اور پائیدار۔ نہ ٹوٹنے والا خاص شیشہ۔ اور نہ خراب ہونے والا کیس خوبصورت شکل۔ موزون سائز میعاد گارنٹی کے اندر ہماری ذمہ داری۔ ناپسندیدگی کی صورت میں واپسی کی شرط ایسی مکمل گھڑی لاگت قیمت صرف پانچ روپیہ آٹھ آنہ میں جو قسمت سے دوسری جگہ ہرگز نہ ملیگی۔ یکمشت چھ عدد کے خریدار کو ایک عدد انعام تین عدد کے خریدار کو چوتھی نصف قیمت میں۔ دو عدد کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ فہرست مفت۔ اکٹھی خرید کر فروخت کرنے والوں کے لئے نادر موقعہ ہے۔ ملنے کا پتہ:-
چندا واچ کمپنی نمبر ۲۸ چونی منڈی پوسٹ لاہور
اشتہارات کی صحت کا ذمہ دار خود مشتہر ہیں۔ نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

——— ڈیرہ اسمٰعیل خاں ۱۱ مئی۔ ایک مسلمان نے گذشتہ دنوں ایک عورت کو قتل کر دیا تھا۔ اسے گرفتار کر لیا۔ اس نے بیان دیا۔ کہ یہ عورت گوشت فروخت کیا کرتی تھی۔ میں نے اس کے ہڑ کے پیسے دینے تھے۔ جب وہ مجھ سے مانگنے آئی۔ تو میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ اور اس کے زیور وغیرہ اتار لئے۔ جو مبلغ ۵۶ میں فروخت کئے ❖

——— کلکتہ ۱۵ مئی۔ قاسم پور اور جیت پور کے جوٹ کے کارخانوں کے پندرہ ہزار مزدوروں نے تنخواہ کے سوال پر ہڑتال کر دی ہے ❖

——— لاہور ۱۴ مئی۔ اخبار "اکالی" امرتسر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ان تمام قیدیوں کی رہائی کا قصد رکھتی ہے۔ جن کو پنجاب میں ۱۹۱۴ء و ۱۹۱۵ء کی سیاسی سرگرمیوں کے سلسلہ میں قید کیا گیا تھا ❖

——— لاہور ۱۴ مئی۔ ہمعصر "اکالی" رقمطراز ہے۔ کہ پٹیالہ کے اکالی جتھہ کو اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ اسی اکالیوں کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو گئے ہیں۔ اور ایک خاص افسر مقرر کیا گیا ہے۔ اس وقت تک جو اکالی گرفتار ہوئے ہیں۔ ان کو برنالہ جیل میں رکھا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی خاص حالات معلوم نہیں ہیں۔ پولیس مزید تحقیقات اور گرفتاریوں کے لئے دیہات میں گشت کر رہی ہے ❖

——— امرتسر ۱۸ مئی۔ شب گذشتہ یہاں کے ایک کارخانہ میں شدید آتش زدگی کی واردات ہوئی۔ کارخانہ میں بڑا مال بھرا ہوا تھا۔ نقصان کا اندازہ ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ کیا جاتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس کارخانہ کا بیمہ ہو چکا تھا ❖

——— دہلی ۱۸ مئی۔ آئندہ بقر عید کے انتظامات کے سلسلہ میں بہت سے آدمی سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوئے۔ ان لوگوں کو دفعہ ۱۰۷ کے مطابق نوٹس دئے گئے تھے۔ عدالت نے بہت سے آدمیوں کو یہ کہنے پر چھوڑ دیا۔ کہ وہ بقر عید کے دنوں میں دہلی میں نہیں رہیں گے۔ اور پچاس آدمیوں کے پانچ پانچ سو روپیہ کی ضمانت اور مچلکے لئے گئے۔ اور جو حاضر نہیں ہوئے تھے۔ ان کے نام وارنٹ جاری کر دئے گئے۔

——— جموں ۱۷ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ جموں و کشمیر کے دوران قیام یورپ کے خرچ کے لئے گورنمنٹ کشمیر نے تیس لاکھ روپیہ کی منظوری دے دی ہے۔

——— ہمعصر ریاست کو معلوم ہوا ہے کہ ریاست بھرتپور کے نئے انگریز دیوان نے وہاں شیروں۔ ریچھوں ہاتھیوں اور دوسرے تمام سرکاری جانوروں کو نیلام کر دیا ہے۔ اب مہاراجہ کی موٹریں جن میں سے بعض کی قیمت ایک ایک لاکھ روپیہ بھی ہے۔ فروخت کر دی جائیں گی۔ سنا ہے کہ یہ نیلامی کا مال مہاراجہ صاحب خود خرید لیں گے ❖

——— کانگڑہ ۱۸ مئی۔ تحصیل کانگڑہ کے ایک گاؤں میں دیانند دلت ادھار منڈل پنجاب ہوشیارپور کی کوششوں سے ڈوم جاتی کے ۶۵۲ مرد عورتوں کی شدھی کی گئی۔ ابھی ہزارہا اچھوت اشدھ کئے جانے والے ہیں۔

——— شملہ ۱۹ مئی۔ سنٹرل یونیورسٹی بورڈ نے ان متعلمین اور علماء کے لئے جو علوم شرقیہ سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ ایک نہایت مفید رسالہ شائع کیا ہے۔ اس رسالہ میں وہ تمام معلومات اور اطلاعات درج ہیں۔ جو مشرقی علوم کے مطالعہ اور ریسرچ کے متعلق ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں میں سہولتیں حاصل کرنے کی بابت ہیں۔ ان معلومات میں کتب خانوں۔ قلمی مسودوں ریسرچ فیلوشپ اور ایسے پروفیسروں کے حالات شامل ہیں۔ جو کسی خاص علم کے لئے ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں ❖

——— ڈائرکٹر صاحب محکمہ اطلاعات رقمطراز ہیں کہ افغانستان بھی ڈاک خانوں کی عالمگیر یونین میں شامل ہو گیا ہے۔ آئندہ کے لئے اس ملک کی خط و کتابت بھی پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف گائڈ (تار اور ڈاک کے قواعد) کے مطابق غیر ملکوں کی ڈاک کے اصول پر بھجوائی جا سکے گی۔ ہندوستان سے افغانستان جانے والے خطوط پر پہلے اونس کے لئے صرف تین آنہ لئے جائیں گے۔ اور زائد اونس پر بحساب اڑھائی آنہ فی اونس واجب الادا ہوگا۔ پوسٹ کارڈ پر ڈیڑھ آنہ صرف ہوں گے۔ دوسری قسم کے خط و کتابت کی شرح محصول وہی ہوگی۔ جو دوسرے غیر ممالک کے لئے مقرر ہے۔ ہر ایک قسم کی اشیا کی رجسٹری کی فیس پانچ آنہ ہے ❖

——— مدراس ۱۸ مئی۔ نیلور کے ایک گاؤں میں ابھی تین دن ہوئے۔ آتشزدگی سے ۲ ہزار مکانات جل گئے تھے۔ اب پھر اسی گاؤں میں تباہ کن آگ سے ۵۰۰ گھر جل کر راکھ ہو گئے۔ چار ہزار آدمی جو عموماً زیادہ تر مزدوری پیشہ ہیں۔ بے خانماں ہو گئے ہیں اس علاقہ میں پانی کی قلت نے ان لوگوں کی مصائب میں اور اضافہ کر دیا ہے ❖

ممالک غیر کی خبریں

——— نیویارک ۱۵ مئی۔ مقام کانچویلی ملک ایکویڈر میں ایک شدید زلزلہ نمودار ہوا۔ اگرچہ اتلاف جان نہیں ہوا۔ مگر منہدم شدہ مکانات کے ملبہ سے تمام کوچہ و بازار رکے ہوئے ہیں ❖

——— بٹاویہ ۱۴ مئی۔ موضع بٹانگ میں ایک آتش فشاں پہاڑ کے شعلہ فشانی کرنے کے بعد ہی مقام دیسا تمبر میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ پتھر اور خاکستر ۱۰ فٹ تک ہوا میں اڑے اور جلتے ہوئے مادہ کا ایک چشمہ دہانہ کوہ سے بہ نکلا۔ جس نے ۱۴ دیہات کو جلا کر خاک کر ڈالا۔ ایک دیہاتی ہلاک ہوا۔ جزیرہ میں جو آتش فشاں پہاڑ کراکاتوا نامی ہے۔ اس میں سے ۲۴ گھنٹہ میں ۷ ہزار مرتبہ مادہ آتشین پھوٹا ❖

——— لنڈن ۱۵ مئی۔ پارلیمنٹری لیبر پارٹی کے ایک جلسہ میں مسٹر میکڈانلڈ نے اعلان کیا۔ لیبر پارٹی کی کمیٹی نے یہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ فوراً لارڈ برکنہیڈ سے ملاقات کر کے اس امر کا مطالبہ کرے۔ کہ جن لوگوں کو از روئے آئین بنگال نظر بند کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض کو فوراً رہا کر دیا جائے ❖

——— شہر لنڈن تعلیم پر سال بھر میں ایک کروڑ ۲۵ لاکھ پونڈ خرچ کرتا ہے ❖

——— مانچسٹر ۱۵ مئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مقام سیفٹ میں ایک سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ جس سے یک صد آدمی جاں بحق ہو گئے ❖

——— تجارسٹ ۱۴ مئی۔ تیل کے بارہ کوئیں جو کہ آسٹرا رومانا کمپنی سے تعلق رکھتے تھے۔ جل گئے۔ جس کے سبب تین کارکن ہلاک ہو گئے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ نقصان ایک لاکھ پچیس ہزار پونڈ سے کسی حالت میں بھی کم نہیں ہوا ❖

——— لنڈن ۱۸ مئی۔ سٹیٹسمین کا خاص نامہ نگار مقیم لنڈن رقمطراز ہے۔ کہ اندور کی نئی مہارانی شرمشٹھا دیوی سابق مس ملر نے پیرس میں ڈیلی ایکسپریس کے نامہ نگار کو دوران ملاقات میں بتلایا کہ "یہ خیال غلط ہے۔ کہ ہندو دھرم اختیار کر لینے سے میں نے عیسائی دھرم کو چھوڑ دیا ہے۔ میں اب بھی عیسائی ہوں۔ میری دھرم کے معاملہ میں تبدیلی اخلاقی تبدیلی نہیں ہے ❖

——— ماسکو۔ ۱۹ مئی۔ کریمیا میں آج شاہ امان اللہ خاں اور ایم۔ رائکوو کے درمیان دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ انجام کار شاہ کابل کو ترکی جنگی جہاز سمرنا میں سوار ہوتے وقت الوداعی مبارک باد دی گئی۔ جہاز مذکور کے ساتھ حکومت سوویٹ کے جہاز بھی تھے۔ اس وقت ہوائی جہازوں کا ایک مظاہرہ بھی کیا گیا ❖

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر الفضل کے لئے قادیان سے شائع کیا ❖